© rasailojaraid.com

آغا شورش کاشمیری: ایک عہد ساز شخصیت

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی (مدرس جامعہ عربیہ چنیوٹ)

آغا شورش کاشمیری ایک مجموعۂ صفات شخصیت تھے۔ صحافت، شعروادب، خطابت وسیاست ان چاروں شعبوں کے وہ شہسوار تھے۔ اشعار وادبی تراکیب کا استعمال وہ اس طرح کرتے تھے کہ انگوٹھی میں نگینہ جڑتے محسوس ہوتا تھا۔ فصیح و بلیغ اتنے کہ ان کے متعلق کہا جاسکتا ہے:

تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا
دہلوی ہے داغ، بنگالی نہیں

آغا شورش نے ایک متوسط گھرانہ میں جنم لیا اور بمشکل میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ زمانہ تعلیم میں روزنامہ ''زمیندار'' پڑھنے کا معمول تھا۔ جس کے نتیجہ میں ان کا ادبی ذوق پختہ ہوگیا اور وہ مولانا ظفر علی خان مرحوم کے گرویدہ ہوگئے۔ صحافت اور ادب میں ان کا رنگ اختیار کیا۔ مولانا ظفر علی خان کی طرح آغا شورش بھی بدیہہ گوئی اور سیاسی نظمیں کہنے میں اتارو تھے۔ انھوں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ابوالکلام آزادؒ سے بھی کسبِ فیض کیا۔ خطابت میں وہ ان تینوں بزرگوں کا رنگ رکھتے تھے۔ ایک خطیب میں جن اوصاف کا ہونا ضروری ہے وہ ان میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ وہ ان خطیبوں میں سے ایک تھے جن کی خطابت لوک داستانوں کی حیثیت اختیار کرگئی ہے۔ لوگ آج بھی آغا شورش کی خطابت کا تذکرہ کرتے اور سردھنتے نظر آتے ہیں۔

آغا شورش نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مجلس احرار اسلام میں شمولیت سے کیا اور تقریباً پندرہ سال کی عمر میں قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے انگریز کے خلاف ایک زبردست تقریر کی جس کے نتیجے میں انھیں پولیس کے بے پناہ تشدد کا نشانہ بننا پڑا لیکن ان کا یہ ذوقِ جنوں پختہ تر ہوتا چلا گیا۔

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

انگریزی دورِ حکومت میں تحریکِ آزادی میں حصہ لینے کے جرم میں انھیں مجموعی طور پر دس سال قید وبند کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے اپنی قربانیوں کا تذکرہ درج ذیل اشعار میں کیا ہے۔

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا — جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں
سرفروشوں کے لیے دار و رسن قائم تھے — خان زادوں کے لیے مفت کی جاگیریں تھیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں　　خونِ احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں
رہنماؤں کے لیے حکمِ زباں بندی تھا　　جرم بے جرم کی پاداش میں تعزیریں تھیں
جانشینانِ کلایو تھے خداوندِ مجاز　　سرِّ توحید کی برطانوی تفسیریں تھیں
حیف اب وقت کے غدار بھی رستم ٹھہرے　　اور زنداں کے سزاوار فقط ہم ٹھہرے

آغا شورش نے جنوری 1949ء میں ہفت روزہ ''چٹان'' کا اجراء کیا اور اسے بامِ عروج تک پہنچایا۔ ''چٹان'' ایک زمانہ میں مقبولِ عام پرچہ تھا اور لوگ اسے سیل پوائنٹ سے قطار میں لگ کر حاصل کیا کرتے تھے۔ حالاتِ حاضرہ کا تجزیہ قلم قتلے، تازہ نظم و غزل، کتابوں پر تبصرہ، مختلف قلمی ناموں سے ادبی کالم آغا شورش خود لکھتے تھے۔ ان کے علاوہ بھی کئی مضامین ان کے قلم سے نکلتے رہتے تھے۔ تحریر و تقریر کے ذریعے غلط کار حکمرانوں، سیاست دانوں کو ٹوکنا، جعلی علماء اور پیروں کا محاسبہ کرنا، قادیانیت کا سیاسی تعاقب کرنا اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنا ان کا دم آخر تک معمول رہا۔ اس حق گوئی کے نتیجے میں انھیں وقتاً فوقتاً جیل کا سامنا کرنا پڑا۔ صدر ایوب جیسے آمر کو انھوں نے 45 دن کی بھوک ہڑتال کر کے ہلا دیا۔ آمر حکومت آخر کار ان کے سامنے جھکنے اور انھیں رہا کرنے پر مجبور ہوگئی۔ ''چٹان'' کا ڈیکلریشن کئی بار منسوخ کیا گیا لیکن انھوں نے کبھی نفع نقصان کی پروا نہیں کی۔

صدر ایوب کے دور کے خاتمہ پر انھوں نے ایک ''ساقی نامہ'' لکھا۔ جو ہر آمر کے سیاہ دور کی روئداد ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

خبر آ گئی راج دھاری گئے　　تماشا دکھا کر مداری گئے
شہنشہ گیا، نورتن بھی گئے　　مصاحب اٹھے، ہم سخن بھی گئے
سیاست کو زیر و زبر کر گئے　　اندھیرے اجالے سفر کر گئے
بری چیز تھے یا بھلی چیز تھے　　معمہ تھے لیکن بڑی چیز تھے
کئی جانِ عالم کا مرکب بھی تھے　　کئی ان میں اولادِ مرحب بھی تھے
کئی نغز گوئی کا سامان تھے　　کئی میر صاحب کا دیوان تھے
انھیں فخر تھا ہم خداوند ہیں　　تناور درختوں کے فرزند ہیں
یکے بعد دیگر اتارے گئے　　اڑنگا لگا ہے تو مارے گئے
وزارت ملی تو خدا ہو گئے　　ارے! مغبچے پارسا ہو گئے
یہاں دس برس تک عجب دور تھا　　کہ اس مملکت کا خدا اور تھا

آغا شورش نے عالمی حالات کی تبدیلی میں سامراجی کردار کا بھی خوب تجزیہ کیا ہے۔ ان کی نظمیں قاری کو سوچنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ وہ ''چچا سام'' میں لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کرۂ ارضی پہ علم تیرا گڑا
اور نام بڑا ہے
لیکن تری دانش ہے سیاست میں ابھی خام
افسوس چچا سام
ویتنام ترے طرفہ نوادر میں ہے شہ کار
گو اس کو پڑی مار
کچھ اور بھی کمزور ممالک ہیں تہ دام
افسوس چچا سام
دولت تری مشرق کے لیے خنجر قاتل
اقوام ہیں بسمل
ڈالر ترا ڈالر نہیں دشنام ہے دشنام
افسوس چچا سام

آغا شورش کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ 1965ء کی جنگ کے دوران انھوں نے اعلیٰ معیار کے بیسیوں جہادی ترانے تحریر کیے جو کہ ریڈیو پاکستان سے نشر ہو کر افواج پاکستان کے حوصلے بلند کرتے رہے۔ ان ترانوں اور نظموں کا مجموعہ بعد میں ''الجہاد والجہاد'' کے نام سے شائع ہوا۔

آغا شورش کاشمیری صحافت و سیاست میں بے ضمیر اور خوشامدی ٹولہ سے بہت بیزار رہتے تھے۔ اس گروہ کو وہ طنزاً ''انجمن ستائش باہمی'' کے نام سے پکارتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس ''انجمن ستائش باہمی'' کے ارکان نے آغا شورش سے خوفناک انتقام لیا ہے۔ ادب و صحافت کی تاریخ کی کتابیں آغا شورش کے تذکرہ سے اسی طرح خالی ہیں جس طرح خوشامدی ''ضمیر'' سے خالی ہوتے ہیں۔

آغا شورش نے قادیانیت کے خلاف محاذ سنبھالا اور قادیانیوں کی سیاسی سازشوں کا وہ تن تنہا 1935ء سے 1974ء تک قلع قمع کرنے میں مصروف رہے۔ کبھی وہ حکمرانوں کو متوجہ کرتے تھے تو کبھی تحریر و تقریر کے ذریعے عوام الناس کو بیدار کرتے تھے۔ وہ مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ہم عصر اور بعض حوالوں سے ان سے سینئر تھے۔ انھوں نے جس خوبصورت انداز میں مولانا جالندھری کو قادیانی اندازِ ارتداد کی طرف متوجہ کیا وہ انہی کا حصہ تھا۔

آغا شورش نے اگرچہ ایک مخصوص پس منظر میں پاکستانی سیاست کے ''اُس بازار'' کی منظر کشی کی تھی لیکن وہ منظر کشی آج کے دور میں زیادہ واضح صورت میں منطبق ہوتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کچھ ایرے ہیں کچھ غیرے ہیں　　کچھ نتھو ہیں کچھ خیرے ہیں
کچھ جھوٹے ہیں کچھ سچے ہیں　　کچھ بڈھے ہیں کچھ بچے ہیں
کچھ گونگے ہیں کچھ بہرے ہیں　　کچھ ہلکے ہیں کچھ گہرے ہیں
کچھ مٹھے ہیں کچھ کھٹے ہیں　　کچھ اینٹیں ہیں کچھ بٹھے ہیں
کچھ دارا ہیں کچھ اسکندر ہیں　　کچھ روٹی توڑ قلندر ہیں
کچھ گھی کا حاصل مصدر ہیں　　کچھ ابتر سے بھی بدتر ہیں
کچھ فتنہ وشر کے بانی ہیں　　کچھ دین کے دشمن جانی ہیں
کچھ اپنی بات کے پکے ہیں　　کچھ جیب تراش اچکے ہیں
کچھ شاعر اور گویے ہیں　　کچھ تھاتھا ہیں کچھ تھیّے ہیں
کچھ ان میں رنگ رنگیلے ہیں　　کچھ خاصے چھیل چھبیلے ہیں
کچھ ''تیری میری مرضی'' ہیں　　کچھ مصنوعی کچھ فرضی ہیں
جتنے ہیں سبھی بے مایہ ہیں　　خورشید کا ڈھلتا سایہ ہیں
بازار وغا میں گھومتے ہیں　　سرکار کی چوکھٹ چومتے ہیں
پہلے تو بڑے جاسوس تھے یہ　　انگریز سے بھی مانوس تھے یہ
اب قوم کی خاطر مرتے ہیں　　اسلام کا بھی دم بھرتے ہیں

اسلام کا متوالا، پاکستان کا شیدائی، عقیدۂ ختم نبوت کا محافظ، خود فروشوں اور بے ضمیروں کا نقاد 25/ اکتوبر 1975ء کو اس دارِفانی سے کوچ کر گیا۔ رہے نام اللہ کا

© rasailojaraid.com